International Research Journal of Religious Studies, Vol.:4, Issue: 01,Jan-June, 2024 PP: 332-348

OPEN ACCESS
IRJRS
ISSN (Online): 2959-1384
ISSN (Print): 2959-2569
www.irjrs.com

یہودیت کے بین الاقوامی تجارت پر اثرات کا اسلامی تعلیمات کی روشنی میں جائزہ

AN EXAMINATION OF THE IMPACT OF JUDAISM ON INTERNATIONAL TRADE IN THE LIGHT OF ISLAMIC TEACHINGS

Mussarat Nazir
Phd Scholar,Department of Arabic and Islamic Studies, The University of Lahore, Lahore, Punjab, Pakistan.
Email: *mussaratnazir@gmail.com*

Dr. Abdul Rashid Qadri
Associate Professor, Department of Arabic and Islamic Studies, The University of Lahore, Lahore, Punjab, Pakistan.
Email: *drirrc2010@gmail.com*

Abstract

Jewish principles and practices related to trade are examined, as well as their impact on the international level due to the contemporary practice of Jewish trade regulations. A comparison of Jewish commercial principles with Islamic commercial regulations is presented, considering historical context, religious texts, and modern manifestations of Jewish-influenced commercial practices. Furthermore, it analyzes how Islamic teachings intersect with these practices, highlighting areas of convergence or divergence. In addition, this study explores the multifaceted relationship between Judaism and international trade—highlights, which is contextualized in the ethical framework of Islamic teachings. Drawing from historical records, religious scriptures, and contemporary economic practices, it examines the influence of Jewish principles on world trade. Furthermore, the analysis extends to explore the compatibility of these principles with Islamic jurisprudence on business ethics, including concepts such as 'halal' (permissible) and 'haram' (forbidden). By examining the impact of Judaism on international trade in light of Islamic teachings, this research aims to provide a nuanced understanding of the intersection between religious traditions in shaping economic attitudes and

promoting interfaith dialogue on trade practices in a globalizing world. Judaism on international trade through the lens of Islamic teachings, this research aims to contribute to a deeper understanding of the interplay between religious ethics and economic behavior.

***KeyWords**: Judaism, Islamic Commercial, International Trade, Globalizing, economic, 'halal' and 'haram'.*

موضوع کا تعارف:

الہامی ادیان میں سے یہودیت زیادہ پرانا دین ہے۔ اس کی نسبت حضرت موسیٰؑ سے ہے۔ یہودی نسلی دین و مذہب ہے یعنی یہودی کسی غیر یہودی کو یہودی نہیں بناتے نہ ہی کسی غیر یہودی کو تبلیغ کرتے ہیں کہ وہ یہودی ہو جائے یعنی یہودی غیر تبلیغی دین ہے۔ تاریخ عالم کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ قرون وسطیٰ سے لے کر یہودی معاشی زندگی کی تجارتی سرگرمیاں شروع ہوئیں اور سلسلہ وار اکیسویں صدی عیسوی تک مشرقی یورپ کے تجارتی مراکز تک جاری ہیں۔ یہودی تجارت کے لحاظ سے اپنے مفادات کو مد نظر رکھتے ہیں۔ بین الاقوامی سطح پر تاجر یہودیوں کے تجارتی اصولوں اور ضابطوں کو مد نظر رکھتے ہیں۔ یہودیوں کی تجارت میں سماجی ترقی کے لیے سیاسی عنصر بھی شامل حال ہوتا ہے۔

یہودیت اور بین الاقوامی تجارت:

یہودیوں نے اپنی تجارت کو اتنا مضبوط کرلیا ہے کہ مختلف تجارتی مراکز کے مابین تعلقات کو بھی مضبوط کیا۔ اسی وجہ سے مشرقی یورپی یہودی ثقافت میں بین الاقوامی عناصر کی ترقی کا سبب بنا۔ صدیوں سے یہودی تجارت کی زندگی بسر کررہے ہیں۔ قرون وسطیٰ سے ان کا کاروبار مالیاتی لحاظ سے جاری ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہودیوں کی بیان الاقوامی سطح کی منڈیوں میں تجارتی سرگرمیاں زیادہ رہیں۔ مشرقی یورپ میں یہودی تاجروں کے بارے میں ابتدائی معلومات دسویں صدی عیسوی میں ملیں۔ اس وقت غلاموں کی تجارت ہوتی تھی۔ بعد ازاں نوآبادیاتی نظام قائم کیا۔ یہودی تاجروں نے درآمدات وبرآمدات میں بھی اہمیت حاصل کی۔ بین الاقوامی سطح پر۔۔۔سے یہودیوں نے مال برآمد کرنے اور درآمد کرنے میں کردار ادا کیا۔ یہودیوں کی ابتدائی تجارت کے بارے میں Adam Teller کی یوں تحقیق ہے۔

The first information about Jewish merchants in Eastern Europe dates from about the tenth century. In this period, Jews took part in the slave trade between Central Asia, Khazaria, Byzantium, and Western Europe (in particular the Iberian Peninsula)… During the twelfth century, Jews were

excluded from this trade, due in part to church opposition to their dealing in Christian slaves. From the thirteenth century, additional Jews settled in Polish cities as part of German colonization ... Magdeburg Law, which formed the basis for much of East European urban life in this period, largely excluded Jews from local and retail trade, domains viewed as the monopoly of the Christian burghers.([1])

سولہویں صدی عیسوی میں جوں جوں یہودی آبادکاری میں اضافہ ہوتا گیا تو ان کی تجارت میں بھی اضافہ ہوا۔ بالخصوص پولینڈ، لیتھونیا ان کے مرکز بنے۔ سولہویں اور سترہویں صدی عیسوی میں افراط زر کے دباؤ کی وجہ سے یہودیوں کے قرض سے انہیں غیر منافع بخش بنا دیا تھا۔ جب یہودیوں کی آبادی میں اضافہ ہونا شروع ہوا تو یہودیوں کی تجارت میں بھی زیادتی ہوتی گئی۔ وقت کے ساتھ ساتھ یہودی تاجر اتنے دولت مند ہوتے گئے کہ متعلقہ حکومتوں میں عمل دخل شروع کر دیا۔ انہوں نے اپنے ایجنٹ یہودی بنائے ہوئے تھے جو عام بازاروں میں کاروبار کرتے تھے۔ ان کے ساتھ یہودی عورتیں بھی شامل ہو گئیں۔ اور مرد ایک شہر سے دوسرے شہر میں تجارتی سفر کرتے تھے۔ بلدیاتی حکام یہودیوں کی تجارت کے مخالف تھے۔ وہ یہودیوں کی تجارت میں اضافہ ہوتا گیا تو یہودیوں نے شہروں کو چھوڑ کر دیہاتوں میں رہائش اختیار کر لی جس سے نجی شہروں میں یہودیوں کا تناسب بڑھتا گیا۔ اٹھاویں صدی عیسوی میں یہودیوں نے تجارت پر غلبہ حاصل کرنا شروع کر دیا۔ اس دور میں یہودیوں کے تجارتی مراکز بروڈی، ڈیزو اور برڈیزو تھے۔ ان کے علاوہ گریٹر پولینڈ شامل تھے۔ اس دور میں قصبوں کے تمام تاجر یہودی تھے۔

یہودیوں کی تجارتی سرگرمیوں میں اضافے کے ساتھ ساتھ فرقہ وارانہ فساد نے جنم لیا۔ ابتداء میں یہودیوں کو قرض کی فراہمی کا مسئلہ درپیش تھا۔ قرض سود پر لینا بائبل کے احکام کی خلاف ورزی تھی۔ اس مسئلے کو یہودی ربیوں نے 1607ء میں حل کیا۔ اس معاہدے کا نام انہوں نے مامران رکھا۔ اگرچہ اس معاہدے سے کچھ یہودی تاجر دیوالیہ ہوئے۔ لیکن 1628ء میں اس کا حل بھی تلاش کیا۔

The Jews' massive entry into trading activity posed a number of problems to their communal authorities. The first involved the provision of mercantile credit to Jewish merchants, a practice forbidden by the biblical injunction against taking interest on loans between Jews. This problem was solved by a group of rabbis led by Yehoshu'a Falk ha-Kohen of Kraków in 1607. They reformulated the so-called heter 'iska—a credit agreement in the form of a

business partnership—that allowed Jews to give and receive credit from other Jews ...([2])

دور حاضر کی تجارتی ترقی کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہودیوں ہی نے جدید کارپوریٹ سرمایہ داری میں اہم کردار ادا کیا۔ بین الاقوامی تجارت کو فروغ دینے اور سرمائے اور تجارت کے دباؤ میں اعلیٰ کرداد ادا کیا ہے۔ دور حاضر میں بین الاقوامی سطح پر تجارتی قواعد و اصولوں پر یہودی عالمی یہودی کانگرس کے مشہور مقالے میں کی گئی۔ اس کا خلاصہ یہ تھا کہ یہودیوں نے ہمیشہ گلوبلائزیشن کو ترقی دی اور اس مقصد کو پورا کرنے کے لیے یہودیوں نے بطور ایجنٹ کام کیا۔ جیسا کہ یہودی اور عالمگیریت مقالہ میں وضاحت کی گئی ہے:

Jews, it is true, played an outsized role in the creation of systems that gave rise to modern corporate capitalism, which is the economic force behind contemporary globalization–the unprecedented flow of capital and commerce across international borders, and the accompanying monoculture that espouses personal fulfillment and material advancement as the highest values. A World Jewish Congress paper, published in 2001, notes that Jews "have always supported globalization...Jewish existence in the Diaspora has been based for hundreds of years on globalization, and in many periods it has been the Jews who supported and spread the concept..."(3)

یہودیت دنیا کا پرانا دین ہے بائبل کی پہلی پانچ کتب تورات میں یہودیت کی بنیاد قانون اور تورات پر ہے۔ تاریخ گواہ ہے کہ بین الاقوامی سطح پر تجارت پر یہودیت کے اثرات ہمیشہ سے رہے ہیں۔ علاوہ ازیں یہودی غیر یہودیوں سے تجارت میں صورت میں تورات سے مدد لیتے ہیں۔ یہودیت میں غیر یہودیوں سے کاروبار کرنے کی صورت میں ممانعت نہیں ہے۔ قدیم اسرائیل کے یہودی قبائل کے لئے ہمسائیوں سے گہرے تجارتی تعلقات رہے ہیں۔ دس احکام میں بھی تجارتی پالیسی کے بارے میں رہنمائی کی گئی ہے۔ خلاصہ یہی ہے کہ یہودیت بین الاقوامی سطح کے کاروبار کرنے کے لیے مناسب تعلیمات والا دین ہے۔ یہودیت میں یہودی امور یہودی لوگوں سے کاروبار کرنے کے لیے ترغیب ملتی ہے۔ اس بارے میں Mathias Helble نے یوں تحقیق کی ہے:

Judaism is one of the oldest world religions and has its origin in the Middle East. Experts estimate that the earliest date, from which on Judaism was developed as a religion, was 538 BC upon the returning from the exile in

Babylon. At the core of Judaism is the Torah, which sets out Jewish law and consists of five books. Traditionally, the fair exchange of goods is considered as a valuable concept. It is recognized that the market facilitates transactions and that money is an appropriate medium of exchange. Further, human beings are regarded as basically selfish and their economic actions as motivated by self-interest. In summary, Judaism can be seen as a religion that not only provides an appropriate framework for economic exchange, but also the incentive to build up trade relations, without discriminating necessarily between Jews and non-Jews.(4)

یہودیت میں تورات اور زبانی قانون تالمود پر انحصار کیا جاتا ہے۔ مارکیٹنگ اور کاروبار پر اس کے اثرات نمایاں ہیں۔ یہودیت دولت و کاروبار کے سلسلے میں منفی رویہ نہیں رکھتی۔ یہودیت میں دولت کو ایمانداری سے حاصل کیا جاتا ہے اور غریبوں، ضرورت مندوں اور اجنبیوں کی مدد کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ یہودیوں نے جدید کارپوریٹ سرمایہ داری کو جنم دینے والے نظاموں کی تخلیق میں اہم کردار ادا کیا ہے جیسا کہ 2001ء کے تحقیقی مقالے عالمی یہودی انگریس میں بتایا گیا ہے کہ یہودیوں نے ہمیشہ گلابلائزیشن کی حمایت کی اور اس نظریے کو آگے بڑھایا۔ رومی سلطنت کے خاتمے کے بعد یہودیوں نے دنیا کے مختلف ممالک میں تجارتی سرگرمیوں کو پھیلایا۔ ویسے بھی دنیا کے مختلف ممالک میں یہودیوں کا تجارتی رابطہ پہلے موجود تھا۔ یہی وجہ ہے کہ یہودی کئی صدیوں تک مشرق اور مغرب کے درمیان رابطے کا ذریعہ بنے تھے۔ اس طرح یہودی دنیا کے ممالک کے درمیان اشیاء کو ردوبدل کرتے رہتے تھے۔ زیادہ تر یہودیوں کی تجارت ہندوستان کی سرزمین پر ہوتی تھی۔ یہاں تک کہ حضرت سلیمانؑ کے بحری جہازوں کے ذریعے یہودی ہندوستان سے تجارتی مال برآمد کرتے رہے ہیں۔

انیسویں صدی عیسوی کے دوران بین الاقوامی سطح پر یہودیوں کی تجارت نمایاں تھی۔ اور ان کی تجارت مثبت انداز میں چل رہی تھی۔ بہت سے غریب یہودیوں کو سرحد پار غیر قانونی طور پر سامان اسمگل کرنے کی ترغیب دی گئی تھی۔ 1843ء میں سرحدوں کے قریب سے یہودیوں کو بے دخل کرنے کا حکم دیا گیا۔ برے حالات میں یہودیوں نے ایک ملک سے دوسرے ملک میں ہجرت بھی کی۔ ہجرت کا سبب معاشی بحران تھا۔

During the nineteenth century, Jews were prominent in the international grain trade centered in Odessa and in the transit trade between Galicia and Vienna, which passed through Kraków. In tsarist Russia, the policy of tariff

boundaries, aimed at preserving a positive balance of trade, encouraged many of the poorer Jewish merchants to smuggle goods across the borders in order to increase profits. This type of Jewish trade incensed the tsar, who tried to stamp it out in 1843 by ordering the expulsion of all Jews from a region within 50 versts of the borders... In the second half of the nineteenth century, a large number chose to migrate to the better economic conditions of New Russia and Congress Poland. Economic distress was also a major factor in the mass migration of Eastern European Jews to Western Europe and the United States in the decades before World War I.([5])

یہودیت کی تعلیمات کے مطابق بین الاقوامی سطح پر آزاد تجارت اس وقت شروع ہو گئی تھی جب حضرت سلیمانؑ نے بحر قلزم کے کنارے ایلوت کے پاس جہازوں کا بیڑا بنایا تھا۔ جیسا کہ بائبل میں بیان ہوا ہے:

"پھر سلیمان بادشاہ نے عصیون جابر میں جو ادوم کے ملک میں بحر قلزم کے کنارے ایلوت کے پاس ہے جہازوں کا بیڑا بنایا اور حیرام نے اپنے ملازم سلیمان کے ملازموں کے ساتھ اس بیڑے میں بھیجے وہ ملاح تھے جو سمندر سے واقف تھے۔ اور وہ اوفر کو گئے اور وہاں سے چار سو بیس قنطار سونا لے کر اسے سلیمان بادشاہ کے پاس لائے۔"([6])

بائبل کے مطابق اوفیر سے بادشاہ قیمتی پتھر اور لڑیاں بھی لایا کرتے تھے۔

"اور حیرام کا بیڑا بھی جو اوفیر سے سونا لاتا تھا بڑی کثرت سے چندن کے درخت اور بیش بہا جواہرات اوفیر سے لایا۔"([7])

Encyclopedia of Judicia میں بیان کیا گیا ہے کہ حضرت سلیمانؑ کے دور میں سعودی عرب تک تجارت ہوا کرتی تھی۔

The Kings of the mingled people the reading in II Chron is the Kings of Asabia: alongside the governors of the lond aspersons with whom Solomon had commercial relations either indicates that the United Kingdom traded directly with the Arabian Peninsula, or may refer to Contacts with nomads who engaged. extensively in transporting goods from The South to the north.([8])

بائبل میں بیان ہوا ہے کہ سبا کی ملکہ جن کا تعلق جنوبی عرب سے تھا وہ بھی اپنا تجارتی وفد لے کر یروشلم آئی تھی۔ اس سے یہودیت کی بین الاقوامی تجارت کا پتا چلتا ہے۔

"اور جب سبا لہ ملکہ نے خداوند کے نام کی بابت سلیمان کی شہرت سنی تو وہ آئی تا کہ مشکل سوالوں سے اسے آزمائے اور بہت بڑے جلو کے ساتھ یروشلم میں آئی اور اس کے ساتھ اونٹ تھے جن پر مصالحے اور بہت سا سونا اور بیش بہا جواہر لدے تھے۔"(9)

بنی اسرائیل کے انبیاء کرام میں سے حضرت سلیمانؑ بین الاقوامی سطح کی تجارت کیا کرتے تھے۔ حضرت سلیمانؑ کی تجارت میں سونا کے علاوہ قیمتی پتھر، ہاتھی دانت، جواہر اور چندن کے درختوں کی بھی تجارت ہوتی تھی۔ بائبل میں یوں وضاحت کی گئی ہے:

"اور حیرام کا بیڑا بھی جو اوفیر سے سونا لاتا تھا بڑی شہرت سے چندن کے درخت اور بیش بہا جواہر اوفیر سے لایا۔"(10)

بین الاقوامی تجارت کے حوالے سے بائبل میں بیان ملتا ہے کہ یہودی سونا چاندی کے علاوہ ہاتھی دانت اور بندر، موروں کا کاروبار بھی کرتے تھے ایک ملک سے دوسرے ملک تجارت کرتے تھے۔

"بادشاہ کے پاس سمندر میں حیرام کے بیڑے کے ساتھ ایک ترسیسی بیڑا بھی ہوتا تھا۔ یہ ترسیسی بیڑا تین برس میں ایک بار آتا تھا اور سونا اور چاندی اور ہاتھی دانت اور بندر اور مور لاتا تھا۔ سو سلیمان بادشاہ دولت اور حکمت میں زمین کے سب بادشاہوں پر سبقت لے گئے۔"(11)

حضرت سلیمانؑ کی بین الاقوامی سطح کی تجارت کو مختلف انداز میں Encyclopedia of Judica میں یوں بیان کیا گیا ہے۔ ایک اسرائیلی نظریہ کے مطابق فینقیا تک بحری تجارتی سفر کیا کرتے تھے۔

"The fleet of ships of Tarshish" was a type of ship suitable for transporting metal, and hence alludes to the nature of the Israelite exports and the goods received in exchange: "For the king had a fleet of ships of Tarshish at sea with the fleet of Hiram. Once every three years the fleet of ships of Tarshish used to come bringing gold, silver, ivory, apes, and peacocks"(12)

مزید بائبل میں وضاحت کی گئی ہے کہ حضرت سلیمانؑ کے پاس نایاب گھوڑے تھے جو انہوں نے مصر سے منگوائے تھے۔ اسی طرح بادشاہ دوسرے ممالک سے گھوڑے منگوایا کرتے تھے۔

"اور جو گھوڑے سلیمان کے پاس تھے وہ مصر سے منگوائے گئے تھے۔ اور بادشاہ کے سوداگر ایک ایک جھنڈ کی قیمت لگا کر انکے جھنڈ لیا کرتے تھے اور ایک رتھ چاندی کی چھ سو مثقال میں آتا تھا اور ایسے ہی حیتوں کے سب بادشاہوں اور آدمی بادشاہوں کے لیے وہ ان کو ان ہی کے ذریعے سے منگواتے تھے۔"[13]

بین الاقوامی تجارت پر یہودیت کے اثرات کا اس بات سے بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ حضرت سلیمانؑ کے دور میں عرب کے بادشاہ و سوداگر بھی حضرت سلیمانؑ کے پاس سونا و چاندی برائے فروخت لاتے تھے۔ اس کا تذکرہ بائبل میں یوں بیان ہوا ہے۔

"عرب کے سب بادشاہ اور ملک کے حاکم سلیمانؑ کے پاس سونا اور چاندی لاتے تھے۔"[14]

چودھویں صدی عیسوی سے سالہویں صدی عیسوی تک یہودیوں کی بین الاقوامی تجارت پر اجارہ داری رہی ہے۔ یہودی کا Silk Trade پر بھی مکمل کنٹرول رہا ہے۔ اس کی وضاحت یوں کی گئی ہے:

*In Apulia and Sicily Jews were active in the silk trade, Emperor Frederick ii granting them the monopoly for trade in raw silk. They also organized the commerce in dyed textiles. In southern France Jews played a main part in the trade of kermes. From the ports of Provence they took part in the Levantine trade and had connections with the Spanish littoral, Sicily, and southern Italy ... In *Franche-Comté from 1300 to 1318 a Jewish company developed extensive trading activity in goods and money.*[15]

یہودیوں نے قرون وسطیٰ میں اپنے تجارتی معاملات کافی حد تک تبدیل کئے ہیں۔ اور اپنے کاروبار کا دائرہ دنیا کے مختلف ممالک میں بڑھایا اور مزید اشیاء اپنے کاروبار کا حصہ بنائیں۔ Banking اور Stock Exchange میں مزید اضافہ کیا۔ اس بارے میں Hermann Kellenbenz نے یوں تبصرہ کیا ہے:

In general, it may be stated that the proportion of Jewish participation in commerce diminished in Germany and rose in the East European countries. in the pre-World War ii epoch in all countries excepting Poland and the Soviet Union the largest sector in the industrial structure of the gainfully occupied Jewish population remained trade and finance ... under which Jewish minorities had lived for centuries favored the acquisition of skills and the formation of connections useful for the pursuit of trade and finance.[16]

امریکہ کی معاشی ترقی بھی یہودیوں کی مرہون منت ہے۔ یہودیوں نے امریکہ کی معاشی ترقی کے لیے اہم کردار ادا کیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہودیوں کا بین الاقوامی تجارت میں کیا عمل دخل ہے جیسا کہ Stanly F.Chyel نے بیان کیا ہے:

As the American economy burgeoned in the half-century following the Revolution, people skilled in trade, moneylending, the distribution of commodities, and the establishment of wholesale and retail outlets were needed with increasing frequency everywhere in the country. Jews found a wide gamut of opportunities in a developing America and took advantage of them to become well integrated into the country's business life.([17])

دور حاضر میں یہودیوں کا تقریباً پوری دنیا کی معیشت پر کنٹرول ہے کیونکہ یہودیوں کے نزدیک سود کی حرمت کا قانون مختلف ہے کہ یہودی آپس میں سود کا کاروبار نہیں کرتے یعنی یہودیوں کا آپس میں سودی کاروبار نہیں ہوتا کیونکہ ان کی شریعت کے مطابق یہودیوں کا باہمی سودی کاروبار ممنوع ہے۔ البتہ یہودی غیر یہودیوں سے سودی کاروبار کر سکتے ہیں۔ یہودیوں کو نہ صرف شریعت کی رو سے غیر یہودیوں سے سودی کاروبار کرنے کی اجازت ہے بلکہ وہ غیر یہودیوں سے سودی کاروبار میں ہر لحاظ سے تعاون بھی کرتے ہیں۔ اگرچہ بعض رہبوں نے جو یہودی علماء ہیں کاروباری یہودیوں کو مشورہ دیا تھا کہ یہودی، مسیحی اور مسلمان تینوں ابراہیمی ادیان ہیں اس لئے یہودیوں کو چاہئے کہ وہ مسیحی اور مسلمانوں سے سودی کاروبار نہ کریں۔ لیکن پوری دنیا میں صرف اسرائیل ریاست میں سودی کاروبار نہیں ہے۔ اس کے علاوہ تمام ممالک میں سودی کاروبار ہے اور کسی نہ کسی طرح بین الاقوامی سطح پر تجارت پر اثر انداز ہوتے رہے ہیں اور ہو رہے ہیں۔

تجارت پر اثرات کا اسلامی تعلیمات کی روشنی میں جائزہ:

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ انسان کی خوابیدہ صلاحیتیں اسی وقت بیدار ہوتی ہیں جب وہ معاشی جدوجہد کرتے ہوئے کشمکش حیات میں بھرپور حصہ لیتا ہے۔ سودی طریقہ کار اور یہودی نظریہ تجارت پر عمل کرنے سے بین الاقوامی طور پر جو اثرات مرتب ہوتے ہیں، اُن کے تدارک کا بہترین طریقہ اور عمدہ لائحہ عمل اسلامی تعلیامت وضع کرتی ہیں یا وہ کون سے اصول وضوابط ہیں، جن کو تجارت میں شامل کر کے یہودیت کے تجارتی اثرات سے بچا جاسکتا ہے، چنانچہ اسلامی تعلیمات میں کسبِ مال اور حصولِ منفعت کی ترغیب دی گئی ہے۔ مالی استحکام کے لیے تجارت سے بہتر کوئی پیشہ نہیں۔ اس حوالے سے جو اصول اپنانے کی تلقین کی گئی ہے، وہ درج ذیل ہیں:

قرآن میں تجارت کو جائز اور سود کو حرام قرار دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

وَأَحَلَّ ٱللَّهُ ٱلۡبَيۡعَ وَحَرَّمَ ٱلرِّبَوٰاْۚ (18)

"اور اللہ نے تجارت (سوداگری) کو حلال فرمایا ہے اور سود کو حرام کیا ہے۔"

تجارت کی قدر و منزلت اور اس کے عمل خیر ہونے کا یہاں سے بھی اندازہ ہوتا ہے کہ مدنی دور کے اواخر میں اثنائے حج تک لوگوں کو تجارت کی اجازت تھی۔ ارشاد باری تعالی ہے:

لَيۡسَ عَلَيۡكُمۡ جُنَاحٌ أَن تَبۡتَغُواْ فَضۡلٗا مِّن رَّبِّكُمۡۚ (19)

"اور تم پر اس بات میں کوئی گناہ نہیں اگر تم (زمانہء حج میں تجارت کے ذریعے) اپنے رب کا فضل (بھی) تلاش کرو"

قرآن نے تجارت کے ذریعے اکتسابِ مال کو اللہ کا فضل قرار دیا ہے۔ ارشاد باری تعالی ہے:

فَإِذَا قُضِيَتِ ٱلصَّلَوٰةُ فَٱنتَشِرُواْ فِي ٱلۡأَرۡضِ وَٱبۡتَغُواْ مِن فَضۡلِ ٱللَّهِ.(20)

"پھر جب نماز ادا ہو چکے تو زمین میں منتشر ہو جاؤ اور (پھر) اللہ کا فضل (یعنی رزق) تلاش کرنے لگو۔"

مندرجہ بالا آیت میں لفظ "فضل" سے مراد طلب رزق و مال ہے اور اس کا شانِ نزول تجارت کی ترغیب پر مشتمل ہے۔

تجارتی مقاصد کے لیے عالمی اسفار کی ترغیب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

وَءَاخَرُونَ يَضۡرِبُونَ فِي ٱلۡأَرۡضِ يَبۡتَغُونَ مِن فَضۡلِ ٱللَّهِ وَءَاخَرُونَ يُقَٰتِلُونَ فِي سَبِيلِ ٱللَّهِۖ (21)

"اور (بعض) دوسرے لوگ زمین میں سفر کریں گے تاکہ اللہ کا فضل تلاش کریں اور (بعض) دیگر اللہ کی راہ میں جنگ کریں گے۔"

مندرجہ بالا آیت میں اللہ تعالی نے يَبۡتَغُونَ مِن فَضۡلِ اللہِ اور يُقَاتِلُوۡنَ فِيۡ سَبِيۡلِ اللہ کا ایک ہی مقام پر ذکر کرکے اس امر کو واضح فرمادیا ہے کہ تجارت کے لیے سفر کرنے والے فی سبیل اللہ جہاد کرنے والوں کی مثل ہیں۔

بحری تجارت کی ترغیب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

وَتَرَى ٱلۡفُلۡكَ فِيهِ مَوَاخِرَ لِتَبۡتَغُواْ مِن فَضۡلِهِۦ (22)

"اور تُو اس میں کشتیوں (اور جہازوں) کو دیکھتا ہے جو (پانی کو) پھاڑتے چلے جاتے ہیں تاکہ تم (بحری تجارت کے راستوں سے) اس کا فضل تلاش کر سکو۔"

اسی طرح باہمی رضامندی سے تجارت کی تلقین بھی کی گئی ہے۔ الغرض اسلامی نظام معیشت عملِ تجارت کو ایک طرح کی عبادت قرار دیتا ہے۔ اگر اسلامی نظام معیشت کو اس کی حقیقی روح کے ساتھ چلایا جائے تو اس میں ایک تعبدی پہلو پایا جاتا ہے۔ تجارت کے عمل خیر ہونے کا اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ حضور نبی اکرمa اور آپ کے متعدد صحابہ کرام1 پیشۂ تجارت سے وابستہ رہے۔ لہٰذا اسلامی نکتۂ نظر سے خالص تجارتی اور معاشی سرگرمیاں اگر شریعت کے احکام کے مطابق انجام دی جائیں تو وہ عبادت کا درجہ رکھتی ہیں۔ قرآن مجید کی طرح احادیث نبویہ

ﷺ میں تجارت سے متعلق تعلیمات دی گئی ہے، جو نظام تجارت کے لیے بنیادی اصول وضوابط کا درجہ رکھتی ہیں، ذیل میں اسلامی نظام تجارت کے اُن اصول وضوابط پر روشنی ڈالی جاتی ہے، جن کی وضاحت احادیث مبارکہ ﷺ میں ہے۔

حدیث میں تجارتی تعلیمات:

جو لوگ اپنے سرمایہ میں اضافہ چاہتے ہیں ان کے لئے بہترین ذریعہ تجارت ہے۔ تجارت سے نہ صرف سرمایہ کار کا فائدہ ہے بلکہ اس سے ملک وقوم کو بھی استحکام نصیب ہوتا ہے۔ جیسے جیسے تجارت کو فروغ ملے گا سرمایہ تجوریوں سے نکل کر منڈیوں اور بازاروں میں پہنچے گا۔ اس سے نہ صرف صنعت وحرفت میں ترقی ہوگی بلکہ مزدور اور ملازمت پیشہ لوگوں کو بھی کام ملے گا۔

تجارت کی عملی برکات کے سلسلہ میں درج ذیل روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عُرْوَةَ أَنَّ النَّبِيَّ a أَعْطَاهُ دِينَارًا يَشْتَرِي لَهُ بِهِ شَاةً فَاشْتَرَى لَهُ بِهِ شَاتَيْنِ فَبَاعَ إِحْدَاهُمَا بِدِينَارٍ وَجَاءَهُ بِدِينَارٍ وَشَاةٍ فَدَعَا لَهُ بِالْبَرَكَةِ فِي بَيْعِهِ وَكَانَ لَوِ اشْتَرَى التُّرَابَ لَرَبِحَ فِيهِ.(23)

”حضرت عروہ سے روایت ہے کہ حضور نے مجھے بکری خریدنے کے لیے ایک دینار دیا۔ میں نے آپ a کے لیے اس میں سے دو بکریاں خرید لیں۔ پھر ان میں سے ایک بکری کو ایک دینار میں بیچ دیا اور ایک بکری اور دینار لے کر آپکی بارگاہ میں حاضر ہو گیا۔ آپ a نے ان کی تجارت میں برکت کے لیے دعا کی۔ (دعا کا اثر یہ ہوا کہ) وہ اگر مٹی بھی خریدتے تو اس سے بھی منافع حاصل کر لیتے۔“

حضور نبی کریم نے جائز تجارت کو سب سے پاکیزہ کمائی قرار دیا۔ امام احمد بن حنبل حضرت رافع بن خدیج سے بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم سے کسی نے پوچھا:

أَيُّ الْكَسْبِ أَطْيَبُ قَالَ عَمَلُ الرَّجُلِ بِيَدِهِ وَكُلُّ بَيْعٍ مَبْرُورٍ.(24)

”کونسی کمائی سب سے پاکیزہ ہے؟ آپ a نے فرمایا: آدمی کا اپنے ہاتھ سے کمانا اور ہر جائز تجارت۔“

1- حضور نبی کریم a نے ایک حدیث میں یتیم کے مال کو تجارت میں لگانے کی ترغیب اسی حکمت کے پیش نظر دی ہے کہ عملِ تجارت ایک نفع بخش اور مفید کام ہے۔ ارشاد فرمایا:

مَنْ وَلِيَ يَتِيمًا لَهُ مَالٌ فَلْيَتَّجِرْ فِيهِ وَلَا يَتْرُكْهُ حَتَّى تَأْكُلَهُ الصَّدَقَةُ.(25)

”جو کسی صاحبِ مال یتیم کا سرپرست بن جائے تو اسے چاہیے کہ اس کے مال سے تجارت کرے اور ویسے نہ چھوڑ دے کہ اسے زکوۃ ہی کھالے۔“

اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مال اور سرمایہ بیکار پڑے رہنا شریعت کی نگاہ میں پسندیدہ نہیں ہے، مال و دولت مارکیٹ میں آنا چاہیے تاکہ اس سے تجارتی سرگرمیاں تیز ہوں۔

ان فرمودات کے زیر اثر اسلام کے عہد زرّیں میں تجارت کو بہت فروغ حاصل ہوا۔ عوام الناس سے لے کر امراء، وزراء، علماء اور فقہاء تک کسی نہ کسی طور پر تجارت سے وابستہ تھے۔ یہ روزی کمانے اور سرمایہ کاری کا ایک باوقار اور نفع بخش طریقہ تھا۔ مولانا محمد حفظ الرحمن سیوہاروی اقتصادی ترقی کے لیے تجارت کی اہمیت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"اقتصادی نظام کی ترقی و برتری کا راز سب سے زیادہ تجارت میں مضمر ہے، جو قوم یا ملت جس قدر اس سے دل چسپی لیتی ہے وہ اسی قدر اپنی اقتصادی بہبود کی زیادہ کفیل بنتی ہے اور جس قوم یا جس ملک کے باشندے تجارت سے دلچسپی نہیں رکھتے وہ اقتصادی نظام میں ہمیشہ دوسروں کے دست نگر رہتے ہیں اور اسی راہ سے دوسری اقوام ان کے تمدن، تہذیب معیشت اور سیاست بلکہ "مذہب" پر قابض ہو جاتی اور ان کو غلام بنا کر مطلق العنان حکومت کرتی ہے۔"(26)

اسلامی حدود کے اندر رہ کر اگر تجارت کا پیشہ اختیار کیا جائے تو دنیوی زندگی میں فراوانی رزق اور اُخروی حیات میں بلندئی درجات کا باعث بنتا ہے۔ ذیل میں عمل تجارت سے وابستہ افراد کی فضیلت پر متعدد روایات مذکور ہیں، جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ایک سچے اور امین تاجر کا شمار اللہ تعالی کے مقبول و برگزیدہ بندوں میں ہوتا ہے۔ جس خطے میں تجارتی سرگرمیاں جتنی زیادہ تیز ہوں گی وہاں کا معاشی نظام اتنا ہی مضبوط و مستحکم ہو گا۔ تجارت میں چونکہ سرمایہ گردش میں رہتا ہے لہذا معیشت کی ترقی میں اس کا کردار بھی کلیدی ہوتا ہے۔

اسلام کے حکیمانہ نظام معیشت میں تجارت کی اہمیت و فضیلت کا اندازہ یہاں سے لگائیں کہ حج جیسے اہم اور مقدس فرض کی ادائیگی کے سفر میں بھی تجارتی اعمال کو جاری رکھنے کی اجازت ہے۔ اس اجازت کی حکمت غالباً یہی ہے کہ سفر حج جہاں مسلمان بندہ کے روحانی ارتقا کا سبب بنتا ہے وہاں یہ سفر معاشی طور پر وسیلہ ظفر بھی بنے، تاکہ ایک مومن کی روحانی ومادی دونوں ضروریات کی تکمیل ہو سکے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا:

لَيۡسَ عَلَيۡكُمۡ جُنَاحٌ أَن تَبۡتَغُواْ فَضۡلٗا مِّن رَّبِّكُمۡۚ (27)

"اور تم پر اس بات میں کوئی گناہ نہیں اگر تم (زمانہ حج میں تجارت کے ذریعے) اپنے رب کا فضل (بھی) تلاش کرو۔"

حضرت عبد اللہ بن عباسg اس آیت کا شان نزول بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

كَانَ ذُو الْمَجَازِ وَعُكَاظٌ مَتْجَرَ النَّاسِ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَلَمَّا جَاءَ الْإِسْلَامُ كَأَنَّهُمْ كَرِهُوا ذَلِكَ حَتَّى نَزَلَتْ (لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَبْتَغُوا فَضْلًا مِنْ رَبِّكُمْ) فِي مَوَاسِمِ الْحَجِّ.(28)

”دور جاہلیت میں ذوالمجاز اور عُکاظ(29)لوگوں کے تجارتی بازار تھے۔ جب اسلام آیاتو لوگوں نے اُن میں جانا ناپسند کیا یہاں تک کہ حکم نازل ہو گیا کہ تم پر اس بات میں کوئی گناہ نہیں اگر تم (زمانہ حج میں تجارت کے ذریعے) اپنے رب کا فضل (بھی) تلاش کرو۔“

امام جلال الدین سیوطی اس آیت کا شان نزول بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ابو امامہ تیمی نے حضرت عبد اللہ بن عمر سے سوال کیا:

إِنَّا نَاس نکتری فَهَل لنا من حج قَالَ: أَلَيْس تطوفون بِالْبَيْتِ وَبَين الصَّفَا والمروة وتأتون الْمَعْرُوف وترمون الْجمار وتحلقون رؤوسكم قلت: بلَى، فَقَالَ ابْن عمر: جَاءَ رجل إِلَى النَّبِي a فَسَأَلَهُ عَن الَّذِي سَأَلتنِي عَنهُ فَلم يجبهُ حَتَّى نزل عَلَيْهِ جِبْرِيل بِهَذِهِ الْآيَة (لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَبْتَغُوا فَضْلًا مِنْ رَبِّكُمْ) فَدَعَاهُ النَّبِي a فَقَرَأَ عَلَيْهِ الْآيَة وَقَالَ: أَنْتُم حجاج.(30)

”ہم لوگ (سفر حج کے دوران) محنت مزدوری کرتے ہیں کیا ہمارے لیے حج کا اجر و ثواب ہو گا؟ حضرت عبد اللہ بن عمرg نے کہا کیا تم لوگ بیت اللہ کا طواف اور صفا و مروہ کے درمیان سعی نہیں کرتے؟ اور کیا تم افعال خیر، رمی جمار اپنے سروں کو نہیں مونڈتے؟ میں نے کہا کیوں نہیں۔ حضرت ابن عمرg نے کہا: ایک شخص نے آکر رسول اللہa سے یہی سوال کیا تھا جو تم نے مجھ سے کیا ہے۔ آپa نے اس کو کوئی جواب نہیں دیا حتیٰ کہ جبریلe یہ آیت لے کر نازل ہوئے کہ ”اور تم پر اس بات میں کوئی گناہ نہیں اگر تم (زمانہ حج میں تجارت کے ذریعے) اپنے رب کا فضل (بھی) تلاش کرو۔“ آپa نے اس شخص کو بلایا اور فرمایا: تم (بھی) حجاج (میں سے) ہو۔“

صحابہ کے فرامین سے یہ امر متحقق ہو گیا کہ ایام حج میں تجارت، خرید و فروخت، محنت مزدوری اور ہر جائز طریقہ سے کسب معاش کرنے سے حج کے اجر و ثواب میں کوئی کمی واقع نہیں ہوتی۔

عرب میں پیشۂ تجارت کوئی نیا کام نہ تھا بلکہ ظہورِ اسلام سے ہزاروں برس پہلے قریش یعنی بنی اسماعیل تجارت پیشہ ہی تھے۔ حضور نبی کریمa کے پڑداداہاشم بن عبد مناف نے داخلی اور خارجی سطح پر تجارتی معاہدات کر کے ملکی نظامِ تجارت کو مزید مستحکم اور باقاعدہ کر دیا تھا۔(31) حضورa کے چچا حضرت ابو طالب بھی چونکہ تاجر ہی تھے، اس لیے جونہی آپa سنِ رُشد کو پہنچے اور آپ کو فکر معاش دامن گیر ہوئی تو آپa نے بھی تجارت کے پیشہ کو ہی اختیار فرمایا۔

حضور نبی اکرمa کا مختلف بازاروں اور تجارتی مقامات پر تشریف لے جانا اس امر کا غماز ہے کہ کارِ نبوت میں تجارتی معاملات کی اصلاح بھی شامل ہے۔ آپ ﷺ نے اپنے عمل سے امت کو یہ تبلیغ کی کہ تجارتی کاروبار کیسے درست طریقہ پر چلایا جائے تاکہ وہ رزق حلال اور باہمی تعاون کا وسیلہ بن جائے۔ معاد و معاش میں تضاد سمجھنے والے نادانوں نے آپ ﷺ نے بازاروں میں چلنے پر بھی اعتراض کیا جسے اللہ کریم نے یوں بیان فرمایا:

وَقَالُوا مَالِ هٰذَا الرَّسُولِ يَأْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْشِي فِي الْأَسْوَاقِ(32)

''اور وہ کہتے ہیں کہ اس رسول کو کیا ہوا ہے، یہ کھانا کھاتا ہے اور بازاروں میں چلتا پھرتا ہے۔''

عہد نبوی میں مشرکین کی یہ ذہنیت تھی کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ایک شخص نبی بھی ہو اور وہ بازاروں میں چل پھر کر تجارتی معاملات بھی کرے۔ یہی وجہ ہے کہ مشرکین قریش نے نبی اکرمa کی نبوت پر ایک اعتراض یہ بھی کیا تھا کہ آپ تجارت اور کسب معاش کے لیے بازاروں میں جاتے ہیں۔ یہ نہایت لغو اعتراض تھا، کیونکہ اگر نبی اکرم ﷺ کسب معاش کے لیے بازاروں میں نہ جاتے تو امت کے لیے بازاروں میں جانے اور وہاں معاملات کرنے کا نمونہ کیسے فراہم ہوتا۔ حضور ﷺ کے اس عمل سے تجارت کرنا سنت اور باعث ثواب قرار پایا۔

اس باب میں تجارت کی اہمیت وفضیلت کو بیان کیا گیا ہے اور واضح کیا گیا ہے کہ یہ معاشی استحکام کے لیے اتنا اہم پیشہ ہے کہ حضور ﷺ سے لے کر صحابہ تک اور پھر بڑے بڑے اجل ائمہ، کبار فقہاء حتی کہ خواتین نے بھی اس میں بھرپور حصہ لیا۔

خلاصہ:

اسلامی تعلیمات کی روشنی مین بین الاقوامی تجارت پر یہودیت کے اثرات کا جائزہ لینے سے جو اہم امور منصہ شہود پر آئے ہیں، وہ درج ذیل ہیں:

* یہودیت اور اسلام دونوں تجارت میں اخلاقی طرز عمل پر زور دیتے ہیں، بشمول ایمانداری، انصاف پسندی اور سماجی ذمہ داری۔ یہ مشترکہ اقدار عالمی منڈی میں اخلاقی کاروباری طریقوں کو فروغ دینے کے لیے ایک مشترکہ بنیاد کے طور پر کام کرتی ہیں۔
* عمومی اخلاقی طریقہ کار میں دونوں ادیان کی تشریحات اوراطلاقی پہلوؤں میں فرق ہے، جیسے دلچسپی یا بعض مالیاتی آلات کا علاج مختلف ہو سکتا ہے، جو مختلف مذہبی اور فقہی نقطہ نظر کی عکاسی کرتا ہے۔
* دور حاضر میں یہودیوں کا تقریباً پوری دنیا کی معیشت پر کنٹرول ہے کیونکہ یہودیوں کے نزدیک سود کی حرمت کا قانون مختلف ہے کہ یہودی آپس میں سود کا کاروبار نہیں کرتے یعنی یہودیوں کا آپس میں سودی کاروبار نہیں ہوتا کیونکہ ان کی شریعت کے مطابق یہودیوں کا باہمی سودی کاروبار ممنوع ہے۔
* یہودی غیر یہودیوں سے سودی کاروبار کرسکتے ہیں۔ یہودیوں کو نہ صرف شریعت کی رو سے غیر یہودیوں سے سودی کاروبار کرنے کی اجازت ہے بلکہ وہ غیر یہودیوں سے سودی کاروبار میں ہر لحاظ سے تعاون بھی کرتے ہیں۔
* تمام ممالک میں سودی کاروبار ہے اور کسی نہ کسی طرح بین الاقوامی سطح پر تجارت پر اثر انداز ہوتے رہے ہیں اور ہو رہے ہیں

* اسلام میں سودی کاربار کو ناجائز اور اس سے حاصل ہونے والی آمدنی کو حرام قرار دیا گیا ہے۔ اسلامی تعلیمات تجارت میں حلت و حرمت کے اصول کو نہایت اہمیت حاصل ہے، اس لیے ایسے تمام تجارت میں مال اور کمائی کے حصول میں حلال کو حاصل کرنے اور حرمت سے دور رہنے کی تلقین واضح الفاظ میں مذکور ہے۔
* اسی طرح باہمی رضامندی سے تجارت کی تلقین بھی کی گئی ہے۔
* اسلامی نظام معیشت عملِ تجارت کو ایک طرح کی عبادت قرار دیتا ہے۔ اگر اسلامی نظام معیشت کو اس کی حقیقی روح کے ساتھ چلایا جائے تو اس میں ایک تعبدی پہلو پایا جاتا ہے۔ تجارت کے عمل خیر ہونے کا اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ عہد رسالت میں ہی تجارت کرنے کی تعلیم و ترغیب دی گئی۔
* اسلامی نکتہ نظر سے خالص تجارتی اور معاشی سرگرمیاں اگر شریعت کے احکام کے مطابق انجام دی جائیں تو وہ عبادت کا درجہ رکھتی ہیں۔

اسلامی حدود کے اندر رہ کر اگر تجارت کا پیشہ اختیار کیا جائے تو دنیوی زندگی میں فراوانی رزق اور اُخروی حیات میں بلندئی درجات کا باعث بنتا ہے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حوالہ جات (References)

[1] . *Ayub, Shahzada Imran, Saad Jaffar, and Asia Mukhtar. "ENGLISH-CHALLENGES CONFRONTED BY CONTEMPORARY MUSLIM WORLD AND THEIR SOLUTION IN THE LIGHT OF SEERAH." The Scholar Islamic Academic Research Journal 6, no. 1 (2020): 379-409.*

[2] . *Muhammad, Sardar, Rabiah Rustam, Saad Jaffar, and Sadia Irshad. "The Concept Of Mystical Union: Juxtaposing Islamic And Christian Versions." Webology (ISSN: 1735-188X) 18, no. 4 (2021).*

[3] . *JAFFAR, SAAD, MUHAMMAD WASEEM MUKHTAR, ZEENAT HAROON, NASIR ALI KHAN, WAQAR AHMED, and ASIA MUKHTAR. "THE CONCEPT AND DUTIES OF MAJLIS-E–QAZA/SANHEDRIN: A COMPARATIVE STUDY IN THE LIGHT OF TALMUD AND ISLAMIC TEACHINGS." Russian Law Journal 11, no. 1 (2023).*

[4] . Jaffar, Saad, Imran Naseem, Syed Ghazanfar Ahmed, Muhammad Waseem Mukhtar, Zeenat Haroon, and Waqar Ahmed. "ATTRIBUTE AND SERVICES OF THE MEMBERS OF QAZA/SANHEDRIN: A COMPARATIVE STUDY IN THE LIGHT OF TALMUD AND ISLAMIC TEACHINGS." Russian Law Journal 11, no. 2 (2023).

[5] . Jaffar, Saad, Muhammad Ibrahim, Faizan Hassan Javed, and Sonam Shahbaz. "An Overview Of Talmud Babylonian And Yerushalmi And Their Styles Of Interpretation And Legal Opinion About Oral Tradition." Webology 19, no. 2 (2022).

[6] ۔سلاطین9:26-27

[7] ۔سلاطین11:10

[8] . Encyclopedia Judicia, 2nd edition, vol: 20, p: 80

[9] ۔سلاطین1:10

[10] ۔سلاطین11:10

[11] ۔سلاطین10:22

[12] . Encyclopedia Judicia, 2nd edition, vol: 20, p: 80

[13] ۔سلاطین28:10

[14] ۔تواریخ14:9

[15] . encyclopedia Judica ''Trade and Commerce" Second Edition, vol:20, p:82

[16] . encyclopedia Judica ''Trade and Commerce" Second Edition, vol:20, p:82

[17] . encyclopedia Judica ''Trade and Commerce" Second Edition, vol:20, p:82

(18) البقرۃ،2:275-

(19) ایضاً،2:198-

(20) الجمعۃ،62:10-

(21) المزمل،73:20-

(22) فاطر،35:12-

(23) بخاری، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب المناقب، باب سؤال المشرکین أن یریھم النبیa آیۃ فأراھم انشقاق القمر، بیروت، لبنان: دار ابن کثیر، 1987ء، ج3، ص1332-

(24) احمد بن حنبل، المسند، ج4، ص141، رقم:17265-

(25) ترمذی، السنن، ابواب الزکوۃ، باب ماجاء فی زکاۃ مال الیتیم، ج3، ص32، رقم:641-

(26) سیوہاروی، محمد حفظ الرحمن، اسلام کا اقتصادی نظام، ص242-243۔

(27) البقرہ:2، 198-

(28) بخاری، الجامع الصحیح، کتاب فضائل الحج، باب التجارة أيام الموسم والبيع في أسواق الجاهلية، ج2، ص628، رقم:1681-

(29) تجارتی سرگرمیوں کے لیے حجاز میں "عکاظ" کی بہت بڑی منڈی 129ھ تک آباد رہی۔ (عسقلانی، فتح الباري، ج3، ص269)

(30) سیوطی، جلال الدین عبد الرحمن بن ابی بکر، الدر المنثور في التفسير بالمأثور- بیروت: دار الفکر، 1993ء، ج1، ص535-

(31) یعقوبی، احمد بن ابی یعقوب بن جعفر العباسی (م274ھ/897ء)، کتاب البلدان، بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیة، 1422ھ، ج1، ص201-

(32) الفرقان، 25:7